صریرخامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 05, Issue 01 (Jan-March 2026)

عصر حاضر میں اسلامی بینکاری: شرعی اصول اور اقتصادی اثرات کا تنقیدی جائزہ

Islamic Banking in the Contemporary Era: A Critical Analysis of Shariah Principles and Economic Impacts

Dr. Gulam Mustafa
Lecturer institute of Islamic Studies Mirpur University of Science and Technology, (MUST) AJK mustafa.iis@must.edu.pk
Muhammad Imran Khan
Lecturer institute of Islamic Studies Mirpur University of Science and Technology (MUST) imran.iis@must.edu.pk
Dr. Muhammad Naveed
Deputy Registrar Mirpur University of Science and Technology (MUST) Mirpur, AJK naveed@must.edu.pk

Abstract

Islamic banking is a financial system based on the teachings of the Qur'an and Sunnah, aiming to provide an interest-free, just, and transparent economic framework. Its primary objective is not only to offer an alternative to the conventional interest-based system but also to establish an economic order that promotes social justice, equitable distribution of wealth, and sustainable economic development. However, in practice, Islamic banking has not fully succeeded in achieving its potential in fostering economic growth.

This study critically examines the factors behind the limited success of Islamic banking. The findings reveal that the system faces several internal and external challenges, including the complex application of Shariah principles, lack of coordination between Shariah scholars and economists, limited range of financial products, and insufficient governmental and regulatory support. Furthermore, the tendency of Islamic banks to replicate conventional banking models, along with their reluctance to adopt genuine profit-and-loss sharing modes (such as Mudarabah and Musharakah), has adversely affected their overall performance.

The study also highlights that enhancing public awareness, promoting advanced research in Islamic finance, and ensuring standardization at the international level are crucial for the growth of Islamic banking. Finally, practical recommendations are presented to transform Islamic banking into an effective and sustainable alternative economic system.

Keywords: *Islamic Banking, Shariah Principles, Economic Development, Profit and Loss Sharing, Financial System*

اسلامی بینکاری کا بنیادی مقصد نہ صرف سودی نظام سے اجتناب کرنا ہے بلکہ ایک ایسا منصفانہ، شفاف اور شریعت پر مبنی اقتصادی ڈھانچہ فراہم کرنا بھی ہے جو معاشی ترقی میں مؤثر کردار ادا کرے۔ تاہم، حقیقت یہ ہے کہ اسلامی بینکاری اپنے اس مقصد میں مکمل کامیاب نہیں ہو سکی۔ اس ناکامی کی کئی وجوہات ہیں۔ سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ بیشتر اسلامی بینک صرف روایتی بینکاری کی ظاہری شکل کو بدل کر اسلامی نام استعمال کرتے ہیں، جبکہ انکے مالیاتی معاہدات کی روح سودی نظام سے زیادہ مختلف نہیں ہوتی۔ دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ اسلامی بینکاری کا نظام زیادہ تر تجارتی اور صارفین کے مالیاتی فوائد تک محدود رہا، اور پیداواری و صنعتی شعبوں میں شراکتی سرمایہ کاری (مضاربہ و مشارکہ) کی حوصلہ افزائی نہ ہو سکی۔ تیسری وجہ ماہرین شریعت اور ماہرین اقتصادیات کے مابین فکری ہم آہنگی کی کمی ہے، جسکے باعث اسلامی بینکاری میں اجتہادی وسعت پیدا نہیں ہو سکی۔ اسکے علاوہ ریاستی سطح پر پالیسی سپورٹ، عوامی شعور، تربیت یافتہ انسانی وسائل، اور جدید اسلامی مالیاتی تحقیق کی کمی نے بھی اس نظام کو محدود کر دیا ہے۔ ان تمام عوامل نے اسلامی بینکاری کو ایک مکمل اقتصادی متبادل بننے سے روک دیا ہے، جس کا ازالہ دوررس اصلاحات، اجتہادی بصیرت، اور عملی اقدامات سے ہی ممکن ہے۔

اس فصل میں اسلامی بنکاری کی معاشی حوالے سے ترقی کے فروغ میں ناکامی کی وجوہات بیان کی جارہی ہیں۔

سودی نظام زمانہ جاہلیت سے آج تک ماہرینِ اقتصادیات اور معاشرے کیلئے دردِ سر بنا ہوا ہے۔ سود خوروں بالخصوص یہودی اور انکے ہمنوا ماہرین نے اسکی اشکال تبدیل کر کے اور مختلف نام رکھ کر اسے خوش نما اور قابل قبول بنانے کی ہمیشہ کوششیں کی ہیں جو آج بھی جاری ہیں۔

باوجود اسکے کہ قرض در قرض اور سود در سود کے اس لامتناہی سلسلے نے معاشرے میں بے سکونی، بے چینی، باہم بغض و عداوت کو جنم دیا ہے۔ بالخصوص مغربی ممالک کی طرف سے دیئے گئے سودی قرضوں نے مشرقی اور اسلامی ممالک کی معیشت کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے حتی کہ آج وہ اپنی بقاء کیلئے فکر مند ہیں۔ مگر پھر بھی اس بدترین نظام کی تائید و حمایت کا سلسلہ جاری ہے۔ سودی نظام کی انہی تباہ کاریوں کیوجہ سے تمام آسمانی شریعتوں میں اسے حرام قرار دیا گیا اور عصر جدید میں اشتراکی نظام اور سوشلزم کے علمبرداروں نے بھی اسکے نقصانات کے پیش نظر اسکی تمام صورتوں کو ناجائز قرار دیا ہے۔

یہ ایسا بدترین اور انسان دشمن نظام ہے جس سے فائدہ اٹھا کر چند افراد نے پوری دنیا کی اقوام کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے، اور پس ماندہ اور مقروض ممالک میں قتل و غارت گری اور تذلیل و تحقیر کا سلسلہ جاری ہے، مگر وہ مجبور ہیں اور آواز بلند کرنے کی سکت بھی نہیں رکھتے اور ذلت و اہانت سے نکلنے کی راہ کہیں دور دور تک نظر نہیں آتی۔

اگر ہم نصوصِ کتاب و سنت اور احکامِ شریعت پر ایک نظر اور ڈالیں اور توجہ سے ان کا مطالعہ کریں تو ہمیں اس بدترین نظام کی ہلاکت خیزیاں سمجھنے میں دقت پیش نہیں آئیگی، اور ہم علی وجہ البصیرت ادراک کر سکتے ہیں کہ اسے حرام ٹھہرانے میں کس قدر حکمت و مصلحت ہے اور اسے حرام قرار دینے میں معاشرے کا کس قدر بھلا ہے اور اس کا متبادل نظام بیع و تجارت اپنے اندر کتنی خیرات و برکات سمیٹے ہوئے ہے اور انسانوں میں باہم معروف و احسان اور محبت و الفت اور قربت کے جذبات کا باعث بنتا ہے۔ دوسری طرف صالح انقلاب اور ثقافتی ترقی اور معاشرتی تعمیر میں کس قدر بہترین کردار ادا کرتا ہے، حرمت سود کے احکام پر مشتمل آیات، قرآن کریم میں چار مقامات میں آئی ہیں۔

قرآنی احکامات کی روشنی میں سودی نظام کا مطالعہ

ایک مقام سورۃ الروم میں ہے، یہ سورت مکی ہے، اور باقی تین مقامات سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء میں ہیں، اور یہ تینوں سور تین مدنی ہیں۔ سورۃ الروم میں انسانوں کے باہم مالی تعاون و تعامل کے دو طریقے ذکر کئے ہیں اور ایک خوبصورت اور جامع و کامل تقابل پیش فرمایا: 1۔ایک سودی لین دین اور ربوی تعامل۔ جو بظاہر اصحاب الاموال کیلئے مفید اور مال میں بلا مشقت و محنت بڑھوتی اور اضافہ کا ذریعہ نظر آتا ہے۔ مگر حقیقتاً اور فی الواقع وہ مال کی ہلاکت و بربادی اور دنیا و عقبیٰ کے خسارے کا باعث ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ، حرام اور اسکے غیض و غضب کا موجب ہے۔

2۔دوسرا صدقہ و زکوٰۃ کے ذریعے گردش دولت کا ذریعہ ہے۔ جس کا مقصد اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا اور اسکے بندوں پر احسان کرنا اور انکی مالی مشکلات میں انکے کام آنا ہوتا ہے۔

یہ حقیقتاً مالک کے مال میں اضافہ کا ذریعہ بنتا ہے، اور اس میں کئی گنا اضافہ ہوتا ہے اور اس اضافہ کی ضمانت بھی خود اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے معجزانہ کلام، قرآن کریم کا معجزانہ بیان ہے جس پر یقین کیلئے اخلاص و ایمان اور اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد اور توکل کی ضرورت ہے۔مادی نقطہ نظر سے یہ بات ناقابل یقین نظر آتی ہے کہ جو مال اضافے کے ساتھ واپسی کی شرط پر دیا جائے وہ ہلاکت و بربادی کا ذریعہ ہو اور جو ناقابل واپسی بلا معاوضہ دیا جائے وہ رب المال میں اضافہ کا سبب بنے۔ ارشاد فرمایا

> وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا۟ فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝۳۹ [1]
>
> "اور تم جو سود دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں اس سے بڑھوتی ہو، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس میں اضافہ نہیں ہوتا اور جو تم زکوۃ دیتے ہو اور اس سے اللہ کی خوشنودی طلب کرتے ہو، سو یہ لوگ صرف یہی اپنے مالوں کو بڑھا کر کئی گنا کرنے والے ہیں۔"

---

[1] القرآن 39:30

اسی مفہوم اور معجزانہ خبر کا سورۃ البقرۃ میں بھی ضمناً ذکر ہوا ہے۔ فرمایا

یَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرۡبِی الصَّدَقٰتِ [2]

"اللہ سود کو مٹاتا اور صدقوں کو بڑھاتا ہے۔"

سورۃ الروم میں مذکورہ بالا آیات سے قبل تمہید باندھی اور بتایا کہ دنیا میں مالی تفاوت اور فقیر و امیر کا فرق اللہ تعالی کی طرف سے ہے۔ رزق میں تنگی اور فراخی کا انتظام اس نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے، جس سے اپنے بندوں کی آزمائش کرتا ہے، کسی کے صبر و رضا کی اور کسی کے توکل اور انفاق کی، اور یہ تفاوت و اختلاف اہل ایمان کی لئے اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، ان نشانیوں کو سمجھ کر ان سے نقصانکی بجائے فائدہ اٹھانا چاہیے، اور اس سے طبقاتی کشمکش نہیں پیدا ہونی چاہیے بلکہ نیکی اور احسانکے ساتھ تعاون کی راہیں کھلنی چاہیے اور باہم اخوت و محبت پیدا ہونی چاہیے۔ اس کا راستہ سودی نظام نہیں ہے۔ بلکہ اہل قرابت کو انکے حقوق ادا کر کے اور فقراء مساکین اور مسافروں پر احسان کر کے اور بلا معاوضہ خرچ کر کے تعاون اور تعلق کی راہیں ہموار کی جاسکتی ہیں۔ فرمایا

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰی حَقَّهٗ وَ الۡمِسۡكِیۡنَ وَ ابۡنَ السَّبِیۡلِ ؕ ذٰلِكَ خَیۡرٌ لِّلَّذِیۡنَ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَ اللّٰهِ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۸﴾ [3]

"کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہی جسکی لئے چاہتا ہے روزی میں فراوانی دیتا ہے اور (جسکی لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے، بے شک اس میں اس قوم کیلئے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں، سو قرابت داروں کو ان کا حق دیا کرو اور مسکین اور مسافر کو بھی، یہ ان لوگوں کے حق میں بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں، اور یہ لوگ صرف یہی فلاح پانے والے ہیں۔"

اس مقام پر قرآن نے سود کے نقصانات اور صدقہ و زکوۃ کے فوائد کو ذکر کرتے ہوئے ترغیب و ترہیب کا اسلوب اختیار کیا ہے، لیکن سود کی حرمت کو واضح الفاظ میں ذکر نہیں کیا۔

البتہ باقی تین مقامات یعنی سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء میں، جو کہ مدنی سورتیں ہیں، سود کی ہر شکل کو دو ٹوک الفاظ میں حرام قرار دیا گیا ہے، اور اسکے لین دین پر سخت وعید اور عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اس نظام پر عمل کو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے خلاف جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

سورۃ النساء میں، جہاں یہودیوں کا ذکر کیا گیا ہے، بتایا گیا کہ ان پر انکی شریعت میں سود حرام تھا، مگر وہ حسب عادت سودی کاروبار کرتے رہے، جس سے انہیں روکا گیا تھا۔ اسکے باوجود انہوں نے سودی کاروبار کو جاری رکھا اور اسکے نتیجے میں انہیں اپنے کیے کی سزا ملی۔ فرمایا

---

[2] القرآن 276:2
[3] القرآن 30:37-38

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَ بِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللهِ كَثِيرًا
وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا [4]

"تو جو لوگ یہودی ہوئے انکی طرف سے ظلم کے سبب سے ہم نے ان پر بہت سی پاکیزہ چیزیں جو انکی لئے حلال کی گئی تھیں ان پر حرام کر دیں، اور اس وجہ سے بھی کہ اللہ کی راہ سے روکتے تھے، اور انکے سود لینے کیوجہ سے بھی حالانکہ انکو اس سے روکا گیا تھا اور لوگوں کے مال باطل طریقے سے کھانے کیوجہ سے بھی، اور ان میں سے کافروں کیلئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

زمانہ جاہلیت میں عربوں میں بھی سودی لین دین ایک پختہ نظام اور اس پر عمل انکی عادت بن چکا تھا، اس لیے یہودیوں کے بارے میں عذاب اور وعید کا ذکر کرنے کے بعد دوسرے مقام پر سورۃ آل عمران میں شریعت اسلامیہ کا مؤقف واضح اور دوٹوک الفاظ میں ذکر فرمایا اور سود کی حرمت کا اعلان فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَ اتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ وَ أَطِيعُوا اللهَ وَ الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ [5]

"اے ایمان والو! دگنا چگنا سود مت کھاؤ، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ، اور آگ سے بچو جو کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے، اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔"

اس ترغیب و ترھیب اور تمہیدی بیان اور شرعی حکم کے بعد سورۃ البقرۃ میں سود خوروں کے دنیوی و اخروی انجام، انکی حالت اور اسکے بھیانک نتائج کا ذکر فرمایا، اور اس نظام کے علمبرداروں کے دلائل کا جواب دیا۔ فرمایا

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧٥﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٧٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٧٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٧٨﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿٢٧٩﴾ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨٠﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ڐ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٨١﴾ [6]

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں کھڑے ہونگے مگر اس شخص کی طرح جسکو شیطان نے چھو کر بدحواس بنادیا ہو، یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا کہ بیع بھی سود کی طرح ہی ہے، حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے، تو جس شخص کے پاس اسکے رب کی طرف سے نصیحت آگئی اور وہ رک گیا تو جو پہلے گزر چکا

4 القرآن 2:160-161
5 القرآن 3:130-131
6 القرآن 2:275-281

وہ اسکی لئے ہے، اور اس کا فیصلہ اللہ کے پاس ہے، اور جو دوبارہ (سود کی طرف) لوٹے گا تو وہ لوگ جہنمی ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہنے والے ہونگے۔ اللہ سود کو مٹاتا اور صدقوں کو بڑھاتا ہے، اور اللہ ہر سخت ناشکر گزار، گنہگار کو ناپسند کرتا ہے۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے صالح عمل کیے اور نماز قائم کی، اور زکوٰۃ ادا کی، ان کا اجر انکیلئے انکے رب کے پاس ہے، اور ان پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم مؤمن ہو۔ پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ سن لو اور اگر تم نے توبہ کرلی تو تمہارے اصل مال تمہارے لیے ہیں، نہ تم ظلم کروگے نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔ اور کوئی شخص تنگدست ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینا ہے، اور صدقہ کردینا تمہارے حق میں بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔ اور اس دن سے ڈر جاؤ جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤگے، پھر ہر شخص کو جو اس نے کمایا ہے پورا دیا جائے گا، اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔"

قرآن حکیم کے اس واضح اور تفصیلی بیانکے بعد کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ سود کی ہر نوع اور ہر شکل مکمل طور پر حرام ہے، چاہے وہ ذاتی ضروریات کیلئے ہو یا کاروباری ضروریات کے لیے، کم ہو یا زیادہ، عصر جدید کا سود ہو یا زمانہ جاہلیت کا کئی گنا۔ جاہلیت کے سود کا واقعاتی حوالہ دیا گیا ہے، لیکن حقیقت میں اسکی ہر شکل حرام ہے۔ ویسے بھی عدم ادائیگی کی صورت میں سود، سود پر سود خود بخود کئی گنا ہو جاتا ہے، جیسا کہ وطن عزیز کے بیرونی سودی قرضوں کی صورت میں ہم دیکھتے ہیں۔

ان آیات میں مذکورہ احکام کی مزید وضاحت اور تاکید کیلئے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کافی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا

" وربَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وأَوَّلُ ر بًا أَضَعُ ر بَانَارِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ "[7]

"اور جاہلیت کے زمانہ کا سود چھوڑ دیا گیا ہے اور سب سے پہلے میں جو اپنا سود چھوڑتا ہوں وہ عباس بن عبد المطلب کا سود ہے، وہ سارا چھوڑ دیا گیا۔"

قرآنی ہدایات کا خلاصہ

مذکورہ آیات میں قرآن کریم نے نظام معیشت کے بارے میں جو علمی و فکری اور عملی رہنمائی کی ہے، اسے درج ذیل چند نکات میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ قرآنکی عطا کردہ عمومی ہدایت اور فکر ہے۔

[7] المسلم، صحيح مسلم، باب حجة النبي صلي الله عليه وسلم ، رقم الحديث :2137

1۔ اقتصادی نظام اور معاشی معاملات میں بھی دیگر نظام زندگی کی طرح ظلم وجور وستم اور سنگدلی کا عنصر معاشرے میں نہیں ہونا چاہیے۔

لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ [8]

2۔ بغیر محنت حصول مال کی کوشش ناپسندیدہ ہے، انسانکو وہی ملنا چاہیے جسکی لئے اس نے محنت کی ہے۔ مزید کی خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ سے اسکے فضل کا سوال کرے، اپنے بھائی کا مال بٹورنے کی کوشش نہ کرے۔

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِن فَضْلِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا [9]

3۔ مالی امور اور معاملات میں احکام شریعت کی پابندی کے ساتھ باہمی رضامندی بھی ہونی چاہیے، کسی کی مجبوری سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش ناپسندیدہ ہے۔

إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ [10]

4۔ "ربا" کی حرمت کی اصل علت "زیادتی" ہے۔ اسی لیے اسے ربا سے تعبیر کیا گیا ہے اور فقہاء کی اصطلاح میں اسے "فضل" بھی کہا جاتا ہے۔

لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً [11]

5۔ اسلام نے مالی امور میں فرد اور معاشرے دونوں کے مفادات و مصالح کا تحفظ کیا ہے، البتہ اجتماعی مفاد اور ترقی کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ ارتکاز زر میں کسی کا مفاد نہیں ہے۔ صرف اصحاب الأموال کیلئے بے مقصد تسکین کا سامان ہے، اس لیے مفید گردش دولت کو اہمیت دی گئی ہے۔

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ ۚ [12]

6۔ گردشِ دولت کا سب سے بہترین طریقہ قرض حسنہ اور صدقات وزکوۃ ہیں، اسے اللہ تعالیٰ پسند کرتے اور بڑھاتے ہیں۔ اور سب سے بدترین طریقہ سودی نظام ہے جسے اللہ ناپسند کرتے اور مٹاتے ہیں۔

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ [13]

7۔ سود حقیقتاً ارتکاز زر کا طریقہ ہے بظاہر خواہ اس میں گردشِ دولت ہی نظر آتی ہو، اسے ماہرین اقتصادیات بھی معیشت کیلئے گھن ہی قرار دیتے ہیں۔

---

8 القرآن 297:2
9 القرآن 32:4
10 لقرآن 20:4
11 القرآن 130:3
12 القرآن 7:59
13 القرآن 276:2

8۔ اسلام کے نظام معیشت کا امتیاز یہ ہے کہ اسکی بنیادیں، احسان، عفوو درگزر اور معروف پر رکھی گئی ہیں، جس سے معاشرے میں محبت و الفت کے جذبات پرورش پاتے ہیں۔ اسکے برعکس سودی نظام سے بغض و عدوات کے احساسات پیدا ہوتے ہیں اور معاشرہ بے سکونی کا شکار ہو جاتا ہے۔

وَأَحۡسِن كَمَآ أَحۡسَنَ ٱللَّهُ إِلَيۡكَ ولا تَبۡغِ ٱلۡفَسَادَ فِي ٱلۡأَرۡضِ [14]

9۔ مقروض تنگدست اور نادار ہو تو اسے سارا قرض یا کچھ حصہ معاف کر دینے یا کم از کم مہلت دینے کا حکم ہے، اور یہ سب کچھ لوجہ اللہ ہونا چاہیے نہ یہ کہ اسے دی گئی مہلت کے عوض قرض میں اضافہ کر کے مزید زیر بار کر دیا جائے، یہ اضافہ بدترین سود اور خود غرضی ہے، جس پر اللہ کی سخت ترین ناراضگی کی وعید ہے۔

وَإِن كَانَ ذو عُسۡرَةٖ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيۡسَرَةٖۚ و أَن تَصَدَّقُوا خَيۡرٌ لَّكُمۡ [15]

10۔ مدت تک سود خوری میں ملوث ہونے کے باوجود توبہ کی گنجائش باقی رہتی ہے اور سود خور کے راس المال کی ملکیت بھی قائم رہتی ہے، توبہ کرنے پر شریعت اسے تہی دست نہیں کر دیتی۔

وَإِن تُبۡتُمۡ فَلَكُمۡ رءُوسُ أَمۡوَالِكُمۡ [16]

11۔ سود کی لعنت کا علم ہونے اور اس پر اللہ کی طرف سے وعید شدید کا پتہ چل جانے کے باوجود اسے نہ چھوڑنا اللہ اور اسکے رسول کے خلاف جنگ کا چیلنج قبول کرنے کے مترادف ہے۔

فَأۡذَنُوا بِحَرۡبٖ مِّنَ ٱللَّهِ و رَسُولِهِۦ [17]

12۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ باقی نظام زندگی کی طرح مالی امور میں بھی اخروی جواب دہی کا احساس ہمیشہ پیش نظر رکھا گیا ہے۔ دنیا کو عقبیٰ سے الگ کر کے کبھی صحیح نتیجے پر نہیں پہنچا جاسکتا۔

وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنۡ خَيۡرٖ تَجِدُوهُ عِندَ ٱللَّهِ [18]

مزید غور کرنے سے وحی الٰہی میں اور بہت سی ہدایات ربانی مل سکتی ہیں جنکی روشنی میں انسان اپنی دنیا و عقبیٰ کی اصلاح کی فکر کر سکتا ہے۔

وَٱتَّقُوا يَوۡمٗا تُرۡجَعُونَ فِيهِ إِلَى ٱللَّهِۖ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفۡسٖ مَّا كَسَبَتۡ و هُمۡ لَا يُظۡلَمُونَ [19]

"اور اس دن سے ڈرو جب تم اللہ کے حضور میں لوٹ کر جاؤ گے اور ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور کسی کا کچھ نقصان نہ ہو گا۔"

---

14 القرآن 77:28
15 القرآن 280:2
16 القرآن 279:2
17 ایضاً
18 القرآن 20:73
19 القرآن 281:2

ربا کے بارے میں نبوی ﷺ ہدایات و تعلیمات کتاب اللہ کی یہ آیات جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے، سود کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر واضح کرتی ہیں۔ اس پر مستزاد سنت نبویہ کی وہ نصوص اور نبی ﷺ کی وہ تشریحات ہیں، جو مسئلہ کے ہر پہلو پر روشنی ڈالتی ہیں اور زمانہ جاہلیت سے جاری اس بدترین سودی نظام کی بیخ کنی کے لیے بہترین علمی و فکری مواد فراہم کرتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے انہی فرامین اور آپ ﷺ کے عملی رویئے کا ہی نتیجہ تھا کہ عہد نبوی اور عصر خلافت میں مسلمان سود کی بو سے بھی شدید نفرت کرنے لگ گئے تھے۔ اسی کی برکت تھی کہ مسلمان معاشرے کا مالی نظام اس قدر مستحکم ہو گیا تھا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں یہ اعلان فرما دیا تھا کہ

" مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ و مَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيْنَا"[20]

"مرنے والا جو ترکہ چھوڑ دے گا وہ اسکے وارثوں کے لیے ہے، اور جو شخص قرض چھوڑ کر مرے وہ ہمارے ذمہ ہے۔"

اور پھر اسلامی سلطنت میں یہ منظر بھی چشم فلک نے دیکھا کہ زکوۃ ادا کرنے والے مال لیکر پھرتے ہیں اور کوئی صدقہ وصول کرنے والا نہیں ملتا۔

مسلم معاشرے میں جب تک یہودی اثر و نفوذ دوبارہ نہیں آیا اس وقت تک مسلمان سود سے ناآشنا رہے اور ان پر اللہ کی رحمت کی برکھا برستی رہی۔ یہودی جب دوبارہ بالواسطہ اسلامی دنیا میں گھسے، مسلمانوں کے عقائد پر حملہ کیا، اخلاق میں زوال کا سبب بنے اور انکے مالی نظام پر قبضہ کیا، اور سود کو پھر سے مسلمانوں میں رواج دیدیا، تب سے مسلم معاشرے روبزوال ہیں، اور ان کا مالی نظام متزلزل ہے۔ خصوصاً پسماندہ ممالک مالی غلامی کے شکنجے میں کسے ہوئے آزادی کیلئے سسکیاں بھر رہے ہیں، اور نجات کی کوئی راہ نظر نہیں آرہی۔ آج پھر یہودی، بابلی اور یونانی سودی نظام کو اسلامی بینکاری کے نام سے خوشنما کر کے پیش کیا جارہا ہے اور سادہ لوح مسلمان اس دامِ ہم رنگ زمین کا تیزی سے شکار ہو رہے ہیں۔ اور بدقسمتی سے انہیں مسلم معاشرے میں کچھ زمین ہموار کرنے والے ہمنوا اہل علم کی تائید و حمایت بھی حاصل ہو گئی ہے۔

تو اس مسئلہ کا ایک ہی حل ہے کہ اُمت کو کتاب و سنت سے دوبارہ روشناس کرایا جائے اور انہیں اسلام کے نظام معیشت کی خیرات و برکات سے آگاہ کیا جائے، سودی نظام کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر عام کیا جائے اور اسکے دنیوی و اخروی نقصانات کی وضاحت کی جائے اور

يَمْحَقُ اللهُ الرِّبَا و يُرْبِي الصَّدَقَاتِ 21

کا قرآنی فلسفہ اور ربانی حکمت لوگوں میں نشر کر کے انہیں اس الٰہی معجزے پر ایمان لانے کی ترغیب دی جائے۔

---

20 البخاری، صحيح البخاري، باب ميراث الاسير، رقم الحديث 6266

21 القرآن 276:2

احکاماتِ حدیث کی روشنی میں حرمتِ سود کی وعید

" اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقاتِ، قيلَ يا رسولَ اللهِ و ما هُنَّ؟ قالَ ، و أَكْلُ الرِّبا"[22]

”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، سات ہلاک کرنے والے کاموں سے بچو، آپ ﷺ سے پوچھا گیا وہ سات کام کیاہیں تو آپ ﷺ نے فرمایااور سود کھانا۔“

"عَنْ جَابِرٍ، قَالَ لَعَنَ رسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ و سَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا، و مُؤْكِلَهُ، و كَاتِبَهُ ، و شَاهِدَيْهِ ، و قَالَ هُمْ سَوَاءٌ "[23]

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی سود کھانے والے پر، اور کھلانے والے پر، اور اسے لکھنے والے پر، اور اسکے دونوں گواہوں پر اور یہ بھی فرمایا کہ وہ (گناہ میں) برابر ہیں۔“

"عَنْ أبي هريرة، قَالَ قَالَ رسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ و سَلَّمَ الرِّبَا سَبْعُونَ حَوْبًا ، أَيْسَرُهَا يِنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ "[24]

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایار با (سود) کے ستر گناہ ہیں اور ان میں سے آسان (کم از کم) بھی اس قدر گھناؤنا ہے جس طرح کوئی اپنی ماں سے نکاح کرلے۔“

"عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ حَنْظَلَةَ، قَالَ قَالَ رسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ و سَلَّمَ درهَمٌ ربَا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ و هُوَ يَعْلَمُ، أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ و ثلاثين زنْيةً "[25]

”حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایاایک درہم سود جسے انسان یہ جانتے ہوئے کہ وہ سود ہے کھاتا ہے تو چھتیس بار بدکاری سے بھی بڑھ کر سخت (گناہ) ہے۔“

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رسُولُ اللهِ ﷺ أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى قَوْمٍ بُطُونُهُمْ كَالْبُيُوتِ فِيهَا الْحَيَّاتُ تُرَى مِنْ خَارِجِ بُطُونِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرَائِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا"[26]

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں ایک قوم پر سے گزرا جنکے پیٹ گھروں جیسے (بڑے بڑے) تھے، اور ان میں سانپوں

---

22 البخاری، صحيح البخاري،باب ميراث الاسير، رقم الحديث: 2615

23 المسلم ، صحيح مسلم،باب لَعَنَ آكِلَ الرِّبَا، وَمُؤْكِلَهُ، رقم الحديث :2995

24 ابن ماجه، سنن ابن ماجه ،باب التغليط في الربا، رقم الحديث :2265

25 احمد بن حنبل، مسند احمد ، رقم الحديث :20951

26 ابن ماجه، سنن ابن ماجه ،باب التغليظ في الربا،رقم الحديث:2264

کا بسیرا تھا جو باہر سے نظر آتے تھے، میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں تو انھوں نے کہا یہ سود کھانے والے لوگ ہیں۔"

"عَنْ أبي هريرة، اَنَّ رسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ و سَلَّمَ قَالَ لیأتینَّ علَى النَّاسِ زَمَانٌ لا يبقى أحدٌ إلَّا أكلَ الرِّبا فَإنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أصابَهُ من بُخارِهِ و يُروىٰ مِنْ غُبارِه"[27]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا، لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کوئی شخص نہیں بچے گا مگر اس نے سود کھایا ہو گا اگر کسی نے نہیں کھایا ہو گا تو اسکی بھاپ ضرور اسکو پہنچی ہو گی۔"

ایک روایت میں بخار (بھاپ) کی بجائے غبار کے الفاظ ہیں۔

"وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ و سَلَّمَ لَوْ اَقْرَضَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلاَ يَا خُذْ هَدْيَتَه"[28]

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر آدمی کسی کو قرض دے تو پھر اس کا ہدیہ قبول نہ کرے۔"

یعنی قرض دینے کی صورت میں راس المال پر کسی بھی قسم کا فائدہ حاصل کرنا سود شمار ہوتا ہے، اسی لیے سود کی تعریف بھی یہی کی گئی ہے۔

قرآن و سنت کی روشنی میں ربا کا مفہوم

ربا کے لفظ اور اسکے قرآنی مفہوم سے جو معنی سمجھ میں آتے ہیں احادیث و آثار اور اجماع امت سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے، وہ درج ذیل ہیں

1۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا تھا

" أَلَا و إِنَّ كُلَّ رِبًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ و لَا تُظْلَمُوْنَ غَيْرَ رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبَدِ الْمُطَّلِبِ، فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ"[29]

"لوگو! خبردار ہر وہ ربا (سود) جو جاہلیت میں لوگوں کے ذمہ تھا تم پر سے پورے کا پورا ختم کر دیا گیا ہے، تمھارے لیے صرف قرض کی اصل رقم (راس المال) ہے، نہ تم ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا اور سب سے پہلے جو ربا ختم کیا جاتا ہے وہ عباس بن عبد المطلب کا ربا ہے، وہ پورا چھوڑ دیا گیا ہے۔"

---

27 ابی داؤد، سنن ابي داؤد ،باب اجتناب الشبهات، رقم الحديث :28
28 البخارى، محمد بن اسماعيل، التاريخ للبخاري، دار الكتب العربيه، بيروت، لبنان، رقم الحديث: 68
29 الترمذى، سنن الترمذي باب ومن القرآن التوبه ، رقم الحديث :3012

نبی علیہ السلام کے اس اعلان سے معلوم ہوا کہ راس المال یا اصل زر سے زائد جو مشروط فائدہ مقروض سے وصول کیا جاتا ہے وہ کم ہو یا زیادہ، اور وہ کسی بھی نوعیت کا ہو مرکب ہو یا مفرد، ایک گنا ہو یا دس گنا یا اس سے کم و بیش وہ سب کا سب اس اعلان میں داخل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اصل زر لینے کی تو اجازت دی ہے اس سے زائد طے شدہ مال کو سود قرار دیکر ختم کر دیا اور اس لیے لین دین کی ہمیشہ کیلئے ممانعت کر دی۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "در منثور" میں اس آیت (فَلَكُمْ رءُوسُ أَمْوَالِكُمْ) کے ذیل میں ذکر کیا ہے کہ یہ آیت عباس بن عبد المطلب اور بنی مغیرہ کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی تھی یہ دونوں حضرات زمانہ جاہلیت میں باہم شراکت کے ساتھ اپنا روپیہ بنو ثقیف کے لوگوں کو سود پر ادھار دیا کرتے تھے۔[30]

2۔ مشہور صحابی حضرت فضالہ بن عبید سے ربا کی تعریف ان الفاظ میں منقول ہے

"كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ و جْهٌ مِنْ و جُوهِ الرِّبَا"[31]

"ہر وہ قرض جو نفع لے کر واپس آئے وہ سود کی شکلوں میں سے ایک شکل ہے۔"

3۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے

"مَنْ أَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا يَشْتَرِطْ إِلَّا قَضَائَهُ" [32]

"جس نے کسی کو کوئی قرض دیا وہ اصل رقم کی ادائیگی کے علاوہ کوئی شرط نہ رکھے۔"

4۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

"مَنْ أَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا يَشْتَرِطْ أَفْضَلَ مِنْهُ و إِنْ كَانَتْ قَبْضَةً مِنْ عَلَفٍ فَهُوَ ر باً"[33]

"جو شخص کسی کو کوئی قرض دے تو اس سے زیادہ ادائیگی کی شرط نہ رکھے، اگر وہ ایک مٹھی چارہ بھی ہو گا تو وہ بھی سود ہو گا۔"

5۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی منقول ہے، ایک شخص نے اس سے مسئلہ دریافت کیا کہ میں نے ایک شخص سے پانچ سو درہم قرض لیا ہے شرط یہ ہے کہ میں اسے استعمال کیلئے اپنا گھوڑا عاریتاً دونگا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"مَا أَصَابَ مِنْه فهور بَا"[34]

"وہ شخص اس گھوڑے سے جو فائدہ اٹھائے گا وہ ربا ہے۔"

---

30 السيوطي، جلال الدين، الدرالمنشور(بيروت: دار المصادر)، ج 1، ص366

31 البيهقي، السنن الكبريٰ ، رقم الحديث:2354

32 مالک بن انس، مؤطا امام مالك، رقم الحديث :613

33 ایضاً

34 البيهقي، السنن الكبريٰ ، ج 5، ص 350

الغرض سود کی یہ تعریف ہر لحاظ سے واضح ہے۔ عربی لغت، جاہلی رسم ورواج اور احادیث و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی دور میں بھی سود کی تعریف کے بارے میں کوئی شبہ نہیں رہا۔ ہمیشہ سے ربا کا مفہوم قرض پر کسی بھی قسم کا مالی یا غیر مالی فائدہ سود شمار ہوتا رہا ہے۔ یہی اسکی قانونی اور فقہی تعریف ہے۔ حتیٰ کہ حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ) نے اس تعریف پر اجماع امت نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں

"وَقَدْ أجمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ نَقْلاً عَنْ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ و سلَّمَ أَنَّ اِشْتِرَاطَ الزِيَادَةِ فِيْ السَّلْفِ ر بَا و لَوْ كَانَ قَبْضَةٌ مِنْ عَلَفٍ أَوْ حَبَّةٍ"[35]

"تمام اہل اسلام نے اپنے نبی ﷺ سے نقل کرتے ہوئے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ قرض کے اصل زر پر اضافہ کی شرط لگانا سود ہے خواہ وہ ایک مٹھی چارہ یا ایک دانہ ہی کیوں نہ ہو۔"

علامہ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ہدایۃ المجتہد میں اس تعریف پر اجماع نقل کیا ہے۔[36]

ربا النسیئہ ربا الفضل، سود مفرد اور سود مرکب سب اس میں داخل ہیں، اس میں کبھی کسی کو کوئی شبہ نہ رہا ماسوا اس شبہ کے جو کفار مکہ کو اور عصر حاضر کے اس نظام کے خالق لوگوں کو ہے۔

إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا [37]

"کہ بیع بھی تو سود کی طرح ہی ہے۔"

سودی نظام انسانیت کی اقتصادی ضرورت قطعاً نہیں ہے۔

اصلاً تو یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سود کا متبادل بیع کو قرار دیا ہے، اور یہی اسلام کے تجارتی اور اقتصادی نظام کی بہترین اور مستحکم بنیاد ہے، سود کی لعنت معرض وجود میں آنے سے قبل اسی پر کام چلتا تھا اور خوب چلتا تھا اس پر مستزاد اہل یہودی پروپیگنڈے (Propaganda) کے جواب میں جدید دور کے تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر متعدد حل بھی پیش کر رہے ہیں، جو حقیقتاً احادیث میں بیع اور مرابحہ اور مشارکہ اور قراض و مضاربہ کی وضاحت پر مبنی ہیں۔ یہ سب کچھ پیش نظر رکھ کر بلا خوف و تردید کہا جا سکتا ہے کہ سودی نظام قطعاً انسانی اقتصادی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ اس نظام کے علمبردار باور کرا رہے ہیں اگر فی الواقع یہ اقتصادی ضرورت ہو تو "ضرورت" کا سہارا تو اس وقت لیا جاتا ہے جب تمام دوسرے تجربات ناکام ہو جائیں، اور نظام نہ چل سکتا ہو۔ کیا ہمارے معاشرے یا ہماری حکومتوں نے تمام معاشی نظام آزما کر دیکھ لیے ہیں؟ بلکہ کوئی ایک تجربہ بھی غیر سودی نظام معیشت کا کیا ہے جو ناکام ہوا؟ یا ہم صرف مغربی آقاؤں کے اشاروں اور احکام پر انکی تجوریاں بھرنے کیلئے مسلم دنیا کو سود میں جکڑ کر غلام بنانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں، اور اس سے ہٹ کر ہونے والی ہر کوشش کو بہر حال ناکام کرنے اور کوشش کرنے والوں کو بدنام کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

---

35 ابن عبد البر، التمهيد لابن عبدالبر(بيروت:دار المصادر)، ج 4، ص 68

36 ابن رشد، بداية المجتهد(سعوديه : دار رياض)،ج 2، ص 453

37 القرآن 275:2

دنیا بھر کا رواج اور طریقہ کار یہی ہے کہ حکومتیں اپنے سیاسی، اقتصادی، معاشی اور اجتماعی مسائل کیلئے مختلف نظاموں کے تجربے کرتی ہیں۔ آئین بناتی اور حسب ضرورت و احوال ان میں ترامیم کرتی ہیں، کوئی نظام مسائل کے حل میں ناکام ہو جاتا ہے تو کسی دوسرے نظام کا تجربہ کرتی ہیں، آئین یا اسکی کوئی شق مسائل حل کرنے میں ناکام ثابت ہوتے ہیں تو نیا آئین یا کوئی نئی ترمیم آئین میں شامل کرلی جاتی ہے، ہر مسئلے کا کوئی نا کوئی حل بالآخر نکل ہی آتا ہے، اگر کسی مسئلہ کا کوئی حل نہ مل سکے تو صبر کر لیا جاتا ہے۔ کیا اقتصادی اور معاشی نظام کے سلسلے میں ہم یہ راستہ اختیار کرکے دیکھ چکے ہیں۔؟ موجودہ یہودی اور جاہلیت کا تخلیق کردہ سودی نظام ہی ہمارے مالی مسائل کا واحد حل ہے؟ یا اس نے ہمیں دیوالیہ کرکے غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا ہے، اور ہم من حیث القوم زندگی کی رمق قائم رکھنے میں بھی ناکام ہوتے نظر آرہے ہیں۔ اسکے باوجود ہم اس نظام سے جان چھڑانے کیلئے آمادہ نظر نہیں آتے، اور اسلام کے بہترین اقتصادی نظام کا تجربہ کرنے کیلئے بھی تیار نہیں ہیں اور اگر کوئی اسکیلئے جدوجہد کرتا ہے تو اسے راستے سے ہی ہٹا دیتے ہیں اور اس جاری سودی نظام کیلئے اسلام میں رخصتیں تلاش کرکے اسے قابل قبول بنانے کی سعی نامشکور میں مشغول ہیں۔ ذاتی طور پر اہل علم نے خاصی محنت کی ہے اور اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان بھی اس بارے میں بہت سی سفارشات مرتب کرکے دے چکی ہے مگر کوئی حل قابل قبول نہیں ٹھہرا۔ ہمارے ایک سابق وزیر مذہبی اُمور بھی اسلام کے معاشی نظام کے نفاذ کیلئے اور سودی نظام سے وطن عزیز کو پاک کرنے کیلئے خاصے جذباتی تھے اور پورے اخلاص کے ساتھ مصروف عمل بھی رہے بالآخر مایوس ہو کر منہ لٹکائے وزارت کو خیر آباد کہہ کر واپس اپنے ٹھکانے پر آگئے تھے۔ اب وہ دنیا میں نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے۔

بینکوں کو صرف انہی علماء کی آراء اور اقتصادی مہارت قبول ہے جو انکے جاری نظام کو الفاظ و اصطلاحات کی ملمع سازی کے ساتھ اسلام میں انکیلئے حل تلاش کرسکتے ہوں۔ یہاں تک اس دعویٰ اور پروپیگنڈا کا تعلق ہے کہ اسلام میں بینکاری نظام کا کوئی متبادل نہیں ہے، یا یہ کہ علماء کرام اس کا کوئی قابل قبول حل پیش کرنے سے قاصر ہیں، اس دعویٰ کے بے بنیاد ہونے کیلئے یہی دلیل کافی ہے کہ ایک طویل مدت تک خلافت اسلامیہ اور پھر صدیوں تک مسلم ریاستیں دنیا بھر میں سودی نظام کے بغیر اپنا اقتصادی نظام پوری کامیابی کے ساتھ چلاتی رہی ہیں اور انہیں کبھی کسی مالی بحران کا سامنا نہیں کرنا پڑا، نہ امانتوں کی حفاظت کے سلسلے میں، نہ گردش دولت اور باہمی لین دین میں اور نہ بیع و تجارت اور صنعتی میدان مین، اور ہر زمانے میں یہ تمام مالیاتی سلسلے کسی نہ کسی شکل میں ہمیشہ جاری رہے ہیں۔ بالخصوص خلافت اسلامیہ کے عروج کے زمانے میں جب مسلمان پوری دنیا کی ہر میدان میں قیادت و سیادت کر رہے تھے، اس وقت بھی اسلامی اقتصادیات پر عمل پیرا تھے، نہ کہیں سود تھا، نہ جوا اور نہ استحصال اور استغلال، اور اسلامی حکومت کے قلمرو کا دائرہ بھی کئی براعظموں کو محیط تھا، نہ صرف یہ کہ یہ نظم پوری کامیابی کے ساتھ چل رہا تھا بلکہ ایسی مثالی فراوانی تھی جو آج کی

ترقی یافتہ قوموں کو بھی میسر نہیں ہے، اور یہ سب برکتیں تھیں زمانہ جاہلیت کے سودی نظام کو مسترد کرنے اور اسلامی معاشرے کو اس سے کلی طور پر پاک کرنے کی۔

اسلامی بینکاری کی اقتصادی ترقی کے فروغ میں ناکامی کے اسباب

اسلامی بینکاری ایک ایسا مالیاتی نظام ہے جو شرعی اصولوں، خاص طور پر سود سے پاک ہونے، منافع اور نقصانکی شراکت (PLS)، اور اخلاقی معاشیات پر مبنی ہے۔ یہ نظام روایتی بینکاری کے مقابلے میں منفرد ہے، کیونکہ یہ معاشی انصاف، اجتماعیت اور شفافیت کو فروغ دیتا ہے (سید تقی عابدی، 2018)۔ تاہم، عالمی سطح پر اسلامی بینکاری کی اقتصادی ترقی کو فروغ دینے میں متعدد چیلنجز درپیش ہیں، جن میں شرعی پیچیدگیاں، آگاہی کی کمی، قانونی فریم ورک کی عدم موجودگی، اور مالیاتی مصنوعات کی محدودیت شامل ہیں۔ اس مقالے کا مقصد اسلامی بینکاری کی ترقی میں رکاوٹوں کا گہرائی سے تجزیہ کرنا اور ممکنہ حل پیش کرنا ہے۔[38]

شرعی اصولوں کی پیچیدگی

اسلامی بینکاری میں شرعی اصولوں کا اطلاق ایک سنگین چیلنج ہے، کیونکہ یہ اصول روایتی بینکاری کے برعکس ہیں اور ان کا عملی اطلاق پیچیدہ ہو سکتا ہے۔ اسلامی بینکاری کے تحت مال اور منافع کے منصفانہ اشتراک، سود کی ممانعت، اور سرمایہ کاری کے اخلاقی اصولوں کو یقینی بنانا ضروری ہے۔ تاہم، یہ اصول بعض اوقات نظریاتی سطح پر واضح ہوتے ہیں لیکن ان کا عملی نفاذ اور انکے تحت مالیاتی مصنوعات کی تخلیق میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ اسکی وضاحت امام غزالی (رح) کی کتاب "المستصفی" میں کی گئی ہے، جہاں انہوں نے فقہ اسلامی میں معاشی اصولوں کی پیچیدگیوں کو بیان کیا۔[39]

علم اور آگاہی کی کمی

بہت سے ممالک میں اسلامی بینکاری کے تصورات اور فوائد کے بارے میں آگاہی کی کمی ہے۔ لوگ روایتی بینکاری کے نظام سے واقف ہیں اور اسلامی بینکاری کو ایک پیچیدہ یا غیر ضروری نظام سمجھتے ہیں۔ اسکے علاوہ، اسلامی بینکاری کے ماہرین کی کمی بھی اس شعبے کی ترقی میں رکاوٹ ہے۔

---

38 سید تقی عابدی، اسلامی بینکاری: اصول اور عمل (لاہور: اسلامی پبلیکیشنز، 2018)، ص 45؛ چیرا، محمد عمر،اسلامی بینکاری: مشکلات اور حل(کراچی: ادارہ معارف اسلامی، 2015ء)، ص 91

39 غزالی ، أبو حامد، المستصفیٰ(بیروت: دار الفکر) ، ج 3، ص425

حکومتی پالیسیوں اور قانونی فریم ورک کی کمی

کئی ممالک میں اسلامی بینکاری کیلئے مناسب قانونی فریم ورک اور حکومتی پالیسیوں کا فقدان ہے۔ روایتی بینکاری کے نظام کے مقابلے میں اسلامی بینکاری کو فروغ دینے کیلئے مخصوص قوانین اور ضوابط کی ضرورت ہوتی ہے، جو اکثر ممالک میں ناکافی ہیں۔

مالیاتی مصنوعات کی محدودیت

روایتی بینکاری کے مقابلے میں اسلامی بینکاری کی مالیاتی مصنوعات (Financial Products) محدود ہیں۔ اسکی وجہ سے صارفین کو زیادہ انتخاب نہیں ملتا، اور وہ روایتی بینکاری کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اسلامی بینکاری کو مزید جدید اور متنوع مالیاتی مصنوعات تیار کرنے کی ضرورت ہے۔

عالمی سطح پر یکسانیت کا فقدان

اسلامی بینکاری کے شرعی اصولوں کی تشریح اور عمل درآمد میں مختلف ممالک اور اداروں کے درمیان اختلافات ہیں۔ اس یکسانیت کے فقدانکی وجہ سے اسلامی بینکاری کے نظام کو عالمی سطح پر متعارف کرانے اور اسے فروغ دینے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔

سرمایہ کاری کے مواقع کی کمی

اسلامی بینکاری کے نظام میں سرمایہ کاری کے مواقع روایتی بینکاری کے مقابلے میں کم ہیں۔ اسکی وجہ سے بڑے سرمایہ کار اور ادارے اسلامی بینکاری کی طرف کم راغب ہوتے ہیں۔

ریگولیٹری چیلنجز

اسلامی بینکاری کے نظام کو ریگولیٹری چیلنجز کا سامنا ہے۔ کئی ممالک میں اسلامی بینکاری کیلئے الگ سے ریگولیٹری فریم ورک موجود نہیں ہے، جسکی وجہ سے اس شعبے کی ترقی رک جاتی ہے۔[40]

مارکیٹ کی طلب اور رسائی کی کمی

اسلامی بینکاری کی مصنوعات اور خدمات تک عام لوگوں کی رسائی محدود ہے۔ اسکے علاوہ، مارکیٹ میں اسلامی بینکاری کی طلب بھی کم ہے، کیونکہ لوگ اس نظام سے واقف نہیں ہیں یا اس پر اعتماد نہیں کرتے۔[41]

---

40 محی الدین، اسلامی معاشیات: اصول اور مسائل (کراچی: مکتبہ علمیہ)، ص 112-130

41 تقی عثمانی ، اسلام اور جدید معیشت، ص 45-60

عالمی اقتصادی نظام کا دباؤ

عالمی اقتصادی نظام روایتی بینکاری پر مبنی ہے، جو سود کے اصولوں پر کام کرتا ہے۔ اسلامی بینکاری کو اس نظام کے ساتھ ہم آہنگ کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں، جسکی وجہ سے اسکی ترقی متاثر ہوتی ہے۔

اسلامی بینکاری کے ماہرین کی کمی

اسلامی بینکاری کے شعبے میں ماہرین کی کمی بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ شرعی اصولوں پر مبنی مالیاتی نظام کو چلانے کیلئے ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے، جو اس وقت دستیاب نہیں ہیں۔

اسلامی بینکاری کی اقتصادی ترقی کو فروغ دینے کیلئے درج ذیل اقدامات کی ضرورت ہے:

1. **شرعی اصولوں کو سادہ اور قابل فہم بنانا:** اسلامی بینکاری کے اصول قرآن و سنت پر مبنی ہوتے ہیں، لیکن انکی پیچیدگی عام افراد کیلئے ایک رکاوٹ بن سکتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ان اصولوں کو سادہ، واضح اور قابل فہم زبان میں پیش کیا جائے تاکہ عوام الناس نہ صرف انکو سمجھ سکیں بلکہ ان پر اعتماد بھی کریں۔ علماء، ماہرین شریعت اور مالیاتی ماہرین کو مل کر ایسے رہنما اصول تیار کرنے چاہییں جو عوامی سطح پر قابل قبول ہوں۔[42]
2. عوام میں اسلامی بینکاری کے فوائد کے بارے میں آگاہی پھیلانا
3. زیادہ تر افراد اسلامی بینکاری کے تصور اور اسکے فوائد سے بخوبی واقف نہیں ہوتے، اس لیے ضروری ہے کہ میڈیا، تعلیمی اداروں، مذہبی اجتماعات اور سوشل میڈیا کے ذریعے ایک جامع آگاہی مہم چلائی جائے۔ اس مہم میں اسلامی بینکاری کو سودی نظام سے ممتاز کرتے ہوئے اسکے اخلاقی، معاشی اور سماجی فوائد کو واضح طور پر اجاگر کیا جائے۔ اسکے ذریعے عوام کو یہ سمجھایا جاسکے گا کہ اسلامی بینکاری نہ صرف مالیاتی نظام کی اصلاح کا ذریعہ ہے بلکہ یہ معاشرتی انصاف اور فلاح کی طرف بھی ایک اہم قدم ہے۔
4. **حکومتی سطح پر مناسب قانونی فریم ورک اور پالیسیاں بنانا:** اسلامی بینکاری کی ترقی کیلئے ریاست کی حمایت نہایت اہم ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ اسلامی مالیاتی اداروں کیلئے ایک مربوط، شفاف اور شریعت سے ہم آہنگ قانونی فریم ورک تشکیل دے۔ اس میں ٹیکس کے مساوی قوانین، اسلامی مالیاتی عدالتوں کا قیام، اور مرکزی بینک کے اندر اسلامی بینکاری کیلئے علیحدہ شعبے کی تشکیل شامل ہو سکتی ہے۔[43]

---

[42] نجات اللہ ، اسلامی معاشیات کا تحقیقی مطالعہ، ص 65-80

[43] محی الدین، اسلامی معاشیات: اصول اور مسائل، ص 112-130

5. **جدید اور متنوع مالیاتی مصنوعات تیار کرنا:** اسلامی بینکاری کو صرف چند روایتی مصنوعات (جیسے مضاربہ اور مشارکہ) تک محدود رکھنے کے بجائے، اسے جدید مالیاتی ضروریات کے مطابق ڈھالنا ضروری ہے۔ اسکیلئے نئے مالیاتی آلات جیسے اسلامی بانڈز (صکوک)، تکافل (اسلامی انشورنس)، اور رئیل اسٹیٹ فنڈز کو متعارف کرانے کی ضرورت ہے۔ اس طرح، اسلامی بینکاری کو تمام معاشی طبقات کیلئے زیادہ پرکشش اور مؤثر بنایا جا سکتا ہے، اور یہ نظام نہ صرف روایتی مالیات کے متبادل کے طور پر کام کرے گا بلکہ جدید دور کے مالی چیلنجز کا مقابلہ بھی کر سکے گا۔

6. **عالمی سطح پر یکسانیت اور معیارات قائم کرنا:** مختلف ممالک میں اسلامی بینکاری کے اصولوں میں فرق موجود ہے، جو سرمایہ کاروں کے اعتماد کو متاثر کرتا ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ اسلامی مالیاتی ادارے بین الاقوامی اسلامی مالیاتی تنظیموں (جیسے AAOIFI اور IFSB) کے تحت ایک جیسے معیارات اور ضوابط اپنائیں۔ اس اقدام سے اسلامی بینکاری کو عالمی سطح پر تسلیم کیا جا سکے گا اور سرمایہ کاری کے مواقع کو وسیع کرنے میں مدد ملے گی، جس سے یہ نظام دنیا بھر میں زیادہ مستحکم اور پائیدار بن سکے گا۔

7. **اسلامی بینکاری کے ماہرین کی تربیت اور انکی تعداد میں اضافہ کرنا:** اسلامی بینکاری ایک مخصوص اور پیچیدہ علمی میدان ہے جس میں شریعت، مالیات اور جدید بینکاری نظام کا جامع علم ضروری ہے۔ اس لیے یونیورسٹیوں، اسلامی بینکاری انسٹیٹیوٹس اور تربیتی اداروں میں ایسے پروگرام تشکیل دینے کی ضرورت ہے جو اسلامی بینکاری کے ماہرین کو تیار کر سکیں۔ اسکے ساتھ ساتھ، موجودہ بینکاروں کو بھی اسلامی مالیاتی اصولوں کی عملی تربیت دی جائے تاکہ وہ ان اصولوں کو بہتر طریقے سے سمجھ کر لاگو کر سکیں۔[44]

ان اقدامات کے ذریعے اسلامی بینکاری کو اقتصادی ترقی کے فروغ میں اہم کردار ادا کرنے کے قابل بنایا جا سکتا ہے۔

اسلامی بینکاری کی اقتصادی ترقی کے فروغ میں ناکامی کے کچھ اہم اسباب ہیں۔ ایک بڑا سبب یہ ہے کہ اسلامی بینکاری کے اصول عالمی مالیاتی نظام کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہیں، جسکی وجہ سے اسلامی بینکوں کو اقتصادی ترقی کیلئے مؤثر اقدامات اٹھانے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ اسلامی بینکوں میں سرمایہ کاری کے مواقع کی کمی اور محدود مصنوعات کی پیشکش ہے، جسکی وجہ سے انکے ذریعے معاشی ترقی کی رفتار سست ہو جاتی ہے۔ مزید برآں، بہت سے اسلامی بینکوں میں سودی متبادل طریقے استعمال کیے جاتے ہیں، جو شریعت کے اصولوں کے مطابق نہیں ہیں، اور یہ بینکاری نظام کی اخلاقی ساکھ کو متاثر کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ، حکومتی قوانین اور ریگولیٹری فریم ورک میں موجود خلا بھی

---

44 State Bank of Pakistan. (2023). Islamic Banking Bulletin. Islamabad.

اسلامی بینکاری کی ترقی میں رکاوٹ ڈال رہا ہے، جسکی وجہ سے یہ شعبہ اپنی پوری صلاحیت سے کام نہیں کر پارہا۔ ان عوامل کے باعث، اسلامی بینکاری کا اقتصادی ترقی کے فروغ میں مؤثر کردار ادا کرنا مشکل ہو رہا ہے۔

خلاصہ

اسلامی بینکاری کا مقصد سود سے پاک ایک منصفانہ معاشی نظام قائم کرنا ہے، لیکن عملی طور پر یہ نظام کئی چیلنجز کا شکار ہے۔ بنیادی مسائل میں روایتی بینکاری کی نقالی، شراکتی سرمایہ کاری کی کمی، ماہرین کے درمیان عدم ہم آہنگی، اور حکومتی و قانونی کمزوریاں شامل ہیں۔ ان رکاوٹوں کی وجہ سے اسلامی بینکاری ابھی تک ایک مکمل اور مؤثر اقتصادی متبادل کے طور پر سامنے نہیں آ سکی۔

سفارشات

1۔ اسلامی بینکاری میں حقیقی شراکتی ماڈلز (مضاربہ و مشارکہ) کو فروغ دیا جائے۔
2۔ علماء اور ماہرین اقتصادیات کے درمیان تحقیقی و فکری ہم آہنگی پیدا کی جائے۔
3۔ جدید مالیاتی مصنوعات (صکوک، تکافل وغیرہ) کو وسعت دی جائے۔
4۔ حکومتیں اسلامی بینکاری کیلئے واضح قانونی اور ریگولیٹری فریم ورک فراہم کریں۔
5۔ عوام میں اسلامی بینکاری کے حوالے سے آگاہی مہمات چلائی جائیں۔
6۔ اسلامی مالیات میں تعلیم و تربیت کے ادارے قائم کیے جائیں۔
7۔ عالمی سطح پر معیاری اصول (Standardization) کو یقینی بنایا جائے۔

نتائج

اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اسلامی بینکاری ایک مؤثر اور قابلِ عمل معاشی نظام بننے کی صلاحیت رکھتی ہے، لیکن موجودہ صورت میں یہ اپنی اصل روح کے مطابق نافذ نہیں ہو سکی۔ جب تک اس میں حقیقی شرعی اصولوں کا نفاذ، عملی اصلاحات، اور پالیسی سطح پر مضبوط حمایت فراہم نہیں کی جاتی، اس وقت تک یہ نظام اقتصادی ترقی میں مؤثر کردار ادا نہیں کر سکے گا۔ تاہم، مناسب اصلاحات، اجتہادی بصیرت اور سنجیدہ عملی اقدامات کے ذریعے اسلامی بینکاری کو ایک مضبوط اور پائیدار اقتصادی متبادل بنایا جا سکتا ہے۔